© rasailojaraid.com

یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جن چیزوں پر اسلام و کفر کا مدار ہے اور جن پر انسان کی نجات موقوف ہے وہ سب قرآن میں موجود ہیں اور ان کا ثبوت قرآن ہی سے ملنا چاہیے۔ مجرد حدیث پر ایسی کسی چیز کی بنا نہیں رکھی جا سکتی جسے مدارِ کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں، جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ محض گمانِ صحت ہے نہ کہ علمِ یقین۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس خطرہ میں ڈالنا کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ جو امور دین میں اتنے اہم ہیں کہ ان سے کفر و ایمان کا فرق قائم ہوتا ہو، انھیں صرف چند آدمیوں کی روایت پر منحصر کر دیا جائے۔ ایسے امور کو تو اللہ نے خود اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اور اللہ کے رسول نے انھیں اپنے مشن کا اصل کام قرار دیتے ہوئے ان کی تبلیغ عام کی ہے، حتیٰ کہ وہ بالکل غیر مشتبہ طریقہ سے ہر ہر مسلمان تک پہنچائے گئے۔ پس مہدی کے متعلق خواہ کتنی ہی کھینچ تان کی جائے، بہرحال اس کی یہ حیثیت کبھی قرار نہیں دی جا سکتی کہ اس کے جاننے اور اس پر ایمان لانے کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکتا ہو یا بالفاظِ دیگر نجات ہی نہ پا سکتا ہو۔ یہ حیثیت اس کی اگر ہوتی تو قرآن میں پوری صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو چار آدمیوں تک نہیں بلکہ پوری امت تک اسے پہنچانے کی سعیٔ بلیغ فرماتے اور اس کی خبر کو اپنے مشن کا ایک جز سمجھتے ہوئے اسے پھیلانے کی کوشش فرماتے۔ یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی ایک اہم چیز کو اخبارِ احاد پر چھوڑا جا سکتا تھا اور وہ اخبارِ احاد بھی اس درجہ کی کہ امام مالک اور امام بخاری اور امام مسلم جیسے لوگ اپنے مجموعہ ہائے احادیث میں سرے سے ان کو لینا بھی پسند نہ کریں۔

خدا کے حضور میں دعا کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانا

سوال: میرے متعلق مقامی حلقوں میں چہ میگوئیاں بڑھ رہی ہیں۔ خصوصاً بعد نماز ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے پر بہت لے دے ہو رہی ہے۔ یہاں بہت زیادہ آبادی ایک ایسے خاص مسلک کے پیروؤں کی ہے جن کا امتیازی گروہی شعار یہی ہے کہ خدا سے دعا کرتے ہوئے ہاتھ بلند نہ کیے جائیں۔ یہ حضرات اپنے اعتراض کے ساتھ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ "ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ" کے ارشاد کا تقاضا یہی ہے کہ دعا میں حد درجہ اخفا برتا جائے اور ہاتھ اٹھانے سے اظہار ہوتا ہے۔ بریں وجہ دعا میں ہاتھ اٹھانا قرآن کے منشا کے خلاف ہے۔ نیز احادیث سے بھی یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کا التزام کیا ہو۔ اب عوام کو دلائل سے تو کچھ مطلب ہوتا نہیں، وہ لکیر کی فقیری کا مطالبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ ہمیں ان کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حق نہیں رکھتا۔ اس حکم کے نافذ کرنے والوں میں بعض حضرات خوب اچھے تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ خیر یہ تو جاہلیت کے کرشمے ہیں۔ مجھے صرف مذکورۃ الصدر آیت کی روشنی میں اصل مسئلہ کو سمجھنا ہے۔

جواب: ان حضرات سے یہ دریافت کیجیے کہ "ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ" کا اگر یہی تقاضا ہے جو آپ لوگ سمجھتے ہیں تو یہ نماز کے لیے بلند آواز سے اذان اور پھر علانیہ مسجد میں لوگوں کا جانا، جماعت سے نماز پڑھنا، جہری قرأت کرنا، یہ سب بھی تو آیت کے خلاف ہوں گے، کیونکہ نماز اصل میں تو ایک دعا ہی ہے اور دعا کے لیے اگر اخفا ایسا ہی لازمی ہے کہ اظہار کی کوئی شکل اس میں نہ ہو تو نمازِ باجماعت کی یہ پوری صورت اس آیت کے خلاف ہو جائے گی۔

© rasailojaraid.com